پروفیسر محمد حمزہ نعیم

آپریشن کہانی

چند دن پہلے پاکستان کے سابق سفیر اور طالبان کے ساتھ سرکاری مذاکرات کمیٹی کے رکن جناب رستم مہمند کا بیان قومی اخبارات میں شائع ہوا کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات آگے بڑھائے جا سکتے تھے۔صرف پانچ قیدی چھوڑ دیے جاتے جو کسی طرح بھی ملزم نہیں تھے،عورتوں، بچوں اور بوڑھوں میں سے جو طالبان سے رشتہ داری کی بنا پر پکڑے گئے تھے۔ذاتی طور پر ان پر کوئی الزام نہ تھا...... ہزاروں ایسے قیدیوں میں سے صرف پانچ......موصوف نے بہت افسوس کے ساتھ کہا کہ مذاکرات کو آگے نہیں بڑھنے دیا گیا۔

دوسرا منظر:’’شمالی وزیرستان میں آپریشن کا فیصلہ تین سال پہلے ہو گیا تھا۔جنرل کیانی کی ہچکچاہٹ کے باعث فوجی کارروائی نہ ہو سکی۔‘‘میجر جنرل (ر) اطہر عباس سابق ترجمان پاکستان فورسز کا بی بی سی کو انٹرویو......موصوف نے کہا: ’’جنرل کیانی آپریشن ٹالتے رہے اس وجہ سے ہم نے بہت وقت ضائع کیا۔‘‘ایک سوال پر موصوف نے کہا کہ ’’۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۱ء آپریشن ہو جانا تھا جو نہ ہو سکا،اس میں جنرل کیانی کی ذاتی کمزوری کا دخل تھا۔‘‘موصوف جنرل اطہر عباس نے کہا کہ ’’فوجی آپریشن کو ٹالنے کی ہم نے بھاری قیمت ادا کی۔‘‘جنرل موصوف نے کہا ’’حالات جیسے آج ہیں،۲۰۱۰ء میں بھی ایسے ہی تھے اگر آج آپریشن کیا جا سکتا ہے تو ۲۰۱۰ء میں بھی کیا جا سکتا تھا......‘‘

یہ تفصیلی انٹرویو بی بی سی کے حوالے سے قومی اخبارات میں شائع ہوا۔ہمارے سامنے ضرب مومن شمار ۱۸/۳۰ صفحہ آخر میں تفصیل موجود ہے۔

دسیوں بار سپر پاور امریکہ کی طرف سے بھی دباؤ ڈالا گیا حتیٰ کہ میاں نواز شریف کی اوباما سے ملاقات میں بھی ان امور پر بات ہوئی مگر میاں نواز شریف الیکشن مہم میں پاکستان طالبان سے امن مذاکرات کا پتا پھینک چکے تھے۔سیاسی ساکھ کے لیے اس پر کام بھی ضروری تھا لہٰذا وزیر اعظم بننے کے کئی ماہ بعد آل پارٹیز کانفرنس بلائی گئی،تمام سیاسی جماعتوں نے میاں نواز شریف کو مذاکرات کا متفقہ اختیار دیا......اس APC کو بھی کئی ماہ گزر گئے،پھر میاں صاحب امریکی صدر سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔وہاں کیا باتیں ہوئیں؟ واپس آئے تو حکومت کی طرف سے اور طالبان کی طرف سے مصالحتی کمیٹیاں بنائی گئیں۔بقول معروف سیاسی و دینی لیڈر مولانا سمیع الحق (رکن طالبان کمیٹی) جب ہم مذاکرات کرنے کے لیے ایک جگہ طے کرتے تو اوپر سے ڈرون طیارے تیار نظر آتے۔اسی طرح شروع میں ہی طالبان امیر حکیم اللہ کو شہید کر دیا گیا......علماء کی کوششوں سے پھر مذاکرات شروع ہوئے۔ہفتوں،مہینوں کے وقفے سے کوئی خبر آتی کہ

مذاکرات ٹھیک طریقے سے منزل کی طرف رواں ہیں...... پھر رکاوٹ آجاتی۔ طالبان کی طرف سے بعض خبریں آتیں کہ ایک امن علاقہ طے کیا جائے اور غیر جنگی قیدی عورتیں، بچے بوڑھے چھوڑ دیے جائیں اور آخر میں صرف پانچ قیدی چھوڑنے کی بات آئی۔ مگر وہ نہ چھوڑے گئے۔ اسی دوران پولیو قطروں کے بہانے KPK حکومت اور عمران خان کو ساتھ ملایا گیا اور بین الاقوامی سفر پر رکاوٹوں کی دھمکی کا ذکر شروع ہوا۔ عمران خان نے پولیو قطروں کی بھر پور حمایت کی، اس طرح قبائلی علاقوں میں بھی پولیو ورکروں کی حفاظت کے لیے فوجی چوکیاں اندر تک بنائی گئیں اور قطروں کی کارروائی شروع ہوئی۔ پشاور سے کراچی تک را اور سی آئی اے کے ایجنٹ پکڑے گئے۔ ان سے اسلحہ بھی برآمد ہوتا رہا۔ ایرانی اور بھارتی اسلحہ اور ان کے ایجنٹ پکڑے گئے۔ پکڑ کر چھوڑ دیے جاتے رہے۔ پھر کئی جگہ دھماکے ہوئے۔ پشاور میں تبلیغی مرکز میں دھماکا کرایا گیا۔ کراچی ائیر پورٹ پر دھماکے ہوئے۔ بھارتی اسلحہ برآمد ہوا مگر ''طالبان نے کارروائی کی ذمہ داری قبول کر لی ہے'' کا نادان ملک والا نعرہ دہرا دیا گیا۔ پھر حامد میر پر کراچی میں حملہ ہوا، اب کراچی سے پشاور تک فوج کے حق میں ریلیاں نکالی گئیں۔ حالانکہ ان کا تعلق طالبان سے نہ دوستی کا تھا، نہ دشمنی کا۔ خواستہ نہ خواستہ فوج کی حمایت میں ہر سیاسی جماعت نے جلسے جلوس کیے...... اب موقع تھا کہ شمالی وزیرستان کا بھاری پتھر اٹھا لیا جائے...... سنا ہے اسی بارے میں فوجی جرنیلوں اور وزیر اعظم میں اختلافات بھی چل رہے تھے۔ پرویز مشرف کو بھی راولپنڈی کے فوجی ہسپتال میں دو تین ماہ پناہ مل گئی تھی اور اب ایک منصوبہ تو سرے چڑھانے کا موقع آیا۔

اگر تین سال پہلے وزیرستان آپریشن کا فیصلہ ہو گیا تھا اور اسی پر عمل درآمد ہونا تھا تو کم وبیش آٹھ دس ماہ پوری قوم کو طالبان مذاکرات کے ڈرامے میں کیوں مصروف رکھا گیا...... بے خبر قوم جاننا چاہتی ہے کہ حکومت سیاستدانوں کی ہے یا فورسز کی؟ یا فیصلہ سازی کا اختیار حکومتِ پاکستان کے پاس سرے سے ہے ہی نہیں؟

❁ ...... ❁ ...... ❁

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501